سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن، لکھنؤ نمبر ۳۸۲

تعزیہ داری کی مخالفت کا اصلی راز

از

سرکار سید العلماء الحاج

مولانا السید علی نقی النقوی مدظلہ

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ ۲۸۲

تعزیہ داری کی مخالفت کا اصلی راز

از

سرکار سید العلماء الحاج مولانا السید علی نقی النقوی دام ظلہ

مطبوعہ

سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت :- ۱۶ نئے پیسے

تعارف

سرکار سید العلماء دام ظلہ کا یہ گرانقدر مقالہ اب سے [۳۶] چند برس سال قبل ہو قر جریدہ سرفراز، لکھنؤ کے محرم نمبر ۱۳۴۶ھ میں شایع ہوا تھا، اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اسے امسال اپنے حسینی لٹریچر کا جزو قرار دے کر بصورت رسالہ شایع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کی بھی کثیر سے کثیر تعداد زمانہ عزا میں تقسیم فرما کر عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہوں گے۔

الداعی الی الخیر

محرم ۱۳۸۳ھ

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ

۷۸۶

تعزیہ داری کی مخالفت کا اصلی راز

چند سال سے مسلسل اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حسینؑ مظلوم کی یادگار، جو عالم میں تعزیہ داری کے عنوان سے قائم کی جاتی ہے وہ مٹا دی جائے، اور اس امر کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا جاتا ہے کہ اُس امام مظلومؑ کے نام لیوا صفحۂ ارض پر باقی نہ رہیں۔

سالہائے گزشتہ میں ہم نے "الواعظ" اور "سرفراز" کے صفحات میں متعدد مقالے عزائے امامؑ کی حمایت میں شایع کئے اور اُن میں ہم نے اس بات کو بھی واضح کر دیا ہے کہ یہ کوشش بارآور نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ خدا نے اس غم کے باقی رکھنے کا خود سامان کیا ہے، اور گویا بیڑا اُٹھایا ہے کہ آسمان کو سیاہ آندھیوں سے سیاہ پوش کر کے اور ستارہ ہائے فلکی کے ماتمی دستوں کو کربلا میں اُتار کر اس ماتم کے تمہیدات پہلے سے قائم کر دیے گئے تھے، اور فلک کا دامن شفق سے ہمیشہ کیلئے لالہ زار بنا کر گویا اس غم کی بقا و پائداری کا سامان کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے خلاف جو بھی کوشش ہوگی وہ مشیت الٰہی کے مخالف ہے لھذا نقش برآب

ہونا اس کا لازمی ہے۔

اگرچہ مخالفین کی طرف سے اس عزاداری کی مخالفت کو طرح طرح کے رنگوں میں چھپانے کی کوشش کی گئی، کبھی اقتصادی نقطۂ نظر سے عزاداری کو مضر بتلایا گیا، چاہے اس کی مخالفت میں جتنی ناکام کوشش کی گئی ہے اور اُس کے لئے جتنے دستے کاغذ سیاہ کرکے کتابت و طباعت کے بار کو برداشت کیا گیا ہے، اُس کی اقتصادی حیثیت ایک تعزیہ رکھنے سے بہت زیادہ ہو۔

کبھی ان افعال کو بدعت بتلاتے ہوئے روکا گیا، اور بدعت کی ہوا سے بے خبر و جاہل عوام کو مرعوب کیا گیا، حالانکہ بدعت ہر تازہ چیز کو کہتے ہیں، اور اُس کا ناجائز ہونا لازم نہیں، بلکہ وہ کبھی واجب و مستحب بھی ہوتی ہے، جیسا کہ سابق مضامین میں ہم اس پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔

کبھی تعزیہ کو عنوان تصویر کے تحت میں حرام بتلایا گیا، حالانکہ غیر ذی روح کی تصویر باجماع امت جائز ہے۔ کبھی میت پر نوحہ و زاری کو ناجائز کہا گیا، اور رونے کو حرام بتلاتے ہوئے حدیث نبویؐ کو اپنی دلیل میں پیش کیا گیا کہ ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ میت پر اُس کے اہل قرابت کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، حالانکہ اُس کے مخالف احادیث خود صحیح بخاری میں موجود ہیں، اور جناب عائشہ نے صاف فرمایا ہے کہ حضرت رسولؐ نے

کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مومن پر اس کے اہل قرابت کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، بلکہ ایک یہودیہ پر اس کے اعزا رو رہے تھے، تو حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں، اور اس پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے، راوی صاحب کو اشتباہ ہوا اور انھوں نے اسے مومنین سے متعلق کر دیا۔

یہ تمام بہانے عزاداری کی مخالفت کے ظاہری تھے، اور درحقیقت ان لوگوں کی کوشش فطرت کا مقابلہ تھی۔ وہ قومیں جو کسی دین و مذہب سے تعلق نہیں رکھتیں، اور وہ قومیں جو کسی نہ کسی مذہب کی دعوے دار ہیں، سب اس نقطۂ عمل پر متفق ہیں کہ اگر کوئی بزرگ قوم ان میں سے اٹھ جائے، یا کوئی بڑا واقعہ رونما ہو تو اس کی یادگار قائم کر دی جائے، اور یہ فطرت انسانی کا فیصلہ ہے۔ خدا نے اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے اہم واقعات کی یادگاریں دنیا کے لیے چھوڑ دی ہیں، حضرت آدمؑ کا بہشت میں گندم تناول فرمانا، اور اس غذا کا تیس دن تک ان کے شکم میں رہنا، اس کی یادگار خداوند عالم نے ماہ صیام کے روزوں سے قرار دی ہے کہ ہمیشہ اہل عالم اس کی تکلیف کوشہ کے اس واقعہ کو یاد کر لیا کریں، اور شیطانی حیلوں سے اپنے کو بچانے کی فکر کریں، اسی طرح قابیل کا ہابیل کو قتل کرنا اس کی یادگار میں ایک حکم قیامت تک کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے، قرآن مجید میں قتل ہابیل کے واقعہ کے بعد ارشاد ہوا ہے من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل

انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکانما احی الناس جمیعا۔ اسی واقعہ کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل میں یہ بات مقرر کی کہ جو ایک نفس کو قتل کرے اُس نے گویا تمام عالم کو قتل کیا، اور جو ایک نفس کو زندہ کرے، اُس نے تمام عالم کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح حج کے بیشتر احکام کسی نہ کسی واقعہ کی یادگار ہیں، اور عید الاضحےٰ کے دن قربانی کی شرعیت بھی واقعۂ ذبح اسمٰعیلؑ سے تعلق رکھتی ہے۔

تمام مذاہب عالم کے ساتھ اہل اسلام نے بھی اس اصول فطرت کو نظر انداز نہیں کیا، ہجرت نبیؐ چونکہ ایک عظیم واقعہ تھا، لہذا مسلمانوں نے کہ جن میں بڑے بڑے صحابہ کبار موجود تھے اُس کی یادگار سنہ ہجری کے عنوان سے قائم کی کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ اس واقعہ کی یاد تازہ ہوتی رہے۔

کربلا کا واقعہ اگر حقیقت بیں نظر سے دیکھا جائے تو اپنی نوعیت میں تمام عالم کے واقعات سے امتیازی اہمیت رکھتا ہے، اور دنیا کا کوئی عظیم واقعہ اس اہمیت تک نہیں پہونچتا، یقیناً وہ اس قابل ہے کہ اُس کی یادگار عالم میں قائم کی جائے جس کی وجہ سے لوگ کبھی اُس کو بھولنے نہ پائیں وہی یادگار مسلمانوں کی متفقہ رائے نے عزاداری کے عنوان سے

قائم کی ہے، اور اس کی مخالفت فطرت کی مخالفت ہے۔

اس فطری حکم کی مخالفت اگرچہ طرح طرح کے بارد اعذار کے پردوں میں چھپائی گئی مگر ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را مے شناسم

نظر حقیقت جو اس کوشش کے اندر ایک عمیق راز کو سربستہ سمجھتی تھی، اور اب واقعات حجاز نے اُس پردہ کو جو باطنی نیت پر پڑا تھا، اٹھا کر اصل مقصود کو بے نقاب کر دیا ہے۔ وہی لوگ جو مخالفت تعزیہ داری کے قائد اعظم تھے، مسئلہ حجاز میں حمایت داران رسولؐ و اہلبیت رسولؐ کی مخالفت کے لئے میدان میں آئے، اور اپنے قلم سے حمایت ابن سعود کا حق ادا کرنے کے اس میدان کے شہسوار بنے۔

وہی محمد اسحٰق صاحب جو ظفر الملک کے لقب سے معروف ہیں تعزیہ داری کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور "سچ" کے دروغ باف صفحات کو سال گزشتہ تک اس کے لئے وقف کئے ہوئے تھے، اور مسئلہ حجاز میں وہی ظفر الملک صاحب ہیں، جنھوں نے حمایت ابن سعود میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا اور اس طرح رسولؐ و اہلبیتؑ کی توہین میں شریک ہو کر امۃ سمعت بذالک فرضیت بہ کے مصداق بنے،

خدام الحرمین کی مخالفت اور اہل لکھنؤ کو شبہہ میں ڈالنے کے لئے میموریل ہال میں کئی مرتبہ جلسہ کا انعقاد بھی آپ ہی کی سعی بلیغ کا نتیجہ تھا۔ یہ اور بات ہے کہ حسرت دل کی دل ہی میں رہی اور اہل اسلام کی معاملہ فہمی اور حق شناسی نے اس کوشش کو بارآور نہ ہونے دیا اور جلسہ کو کامیابی کی صورت دیکھنا نصیب نہ ہوئی۔ اس ترتیب عمل سے

حقیقت بے نقاب ہوگئی

معلوم ہوگیا کہ تعزیہ داری کی مخالفت درحقیقت مصائب حجاز کی تمہید تھی۔ تعزیہ روضۂ سیدالشہداؑ کی نقل ہے، جو لوگ انبیا، و ائمہ و اہلبیت رسول علیہم السلام کے خود مشاہد کو قابل احترام نہیں سمجھتے، اور اُن کے انہدام کو سُن کر خوش ہوتے ہیں، بلکہ نعرۂ تحسین و آفریں سے دل بڑھاتے اور ہزار ہا صفحات اس کی تائید میں مثل اپنے نامۂ عمل کے سیاہ کرتے ہیں، اُن سے کیا تعجب ہے کہ وہ تعزیہ کے مٹانے کے درپے ہوں اور اس پر عمل کریں، ایسے لوگوں کے دعوائے اسلام پر اسلام آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے ؎

گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ دارد

وائے گر در پس امروز بود فردائی

اگر غائر نظر سے نکتہ رسی کی جائے تو معلوم ہوگا کہ تعزیہ کی مخالفت اس لیئے تھی کہ مسلمانوں کے دل سے تعزیہ کی اہمیت کم کی جائے تاکہ اصل مشاہد کے وقار کو کوئی صدمہ پہونچایا جائے تو اُس کی کوئی اہمیت نہ معلوم ہو۔

تعزیہ داری کی مخالفت ابن سعود کی خفیہ سازش، اور مصائب حجاز کا پیش خیمہ تھی، اور اس کے ذریعہ سے فضاء اسلام میں وہابیت کے وہ جراثیم پھیلائے جارہے تھے جو اسلامی عنصر کے لیئے سخت ترین وبا کا حکم رکھتے ہیں۔

وہابیت کی خفیہ تبلیغ

تھی جس سے بھولے بھالے مسلمان بے خبر تھے، وہ سمجھتے تھے کہ یہ بھی ہم میں کی ایک فرد ہیں، اور نیک نیتی سے اقتصادی و مذہبی مصالح پر نظر کر کے ہمیں نیک مشورے دے رہے ہیں، مگر باطل کا طلسم زیادہ دن تک پائدار نہیں رہتا اور غلط فہمی کا گھروندا ایک ہوائے حقیقت کے جھونکے سے تار عنکبوت کی طرح اُڑ جاتا ہے۔ واقعات نے واضح کر دیا کہ یہ لوگ مار آستین تھے، اور حقیقت کے رنگ میں وہابی اصول کی تبلیغ کر رہے تھے۔

خود مشاہد ائمہ معصومین علیہم السلام کو متبرک و قابلِ تعظیم ماننے کے بعد، اُن کی نقل فطرۃً قابلِ تعظیم ہو جاتی ہے جس طرح کعبہ ایک مخصوص گھر ہے، مگر ہزارہا فرسخ دور جو نقل اُس کی مسجد کے عنوان سے بنائی جاتی ہے، وہ بھی خاص تعظیمی احکام رکھتی ہے، اس میں نہ کوئی بدعت محرمہ ہونے کا شائبہ ہے، اور نہ تصویر ہونے کی حیثیت سے حرمت کی کوئی وجہ ہے۔ شرعی رجحان ثابت ہو جانے کے بعد اقتصادی حیثیت سے اعتراض کی کوئی وجہ نہیں۔ اپنے ذاتی مشاغل اور فضول کاموں میں جو لوگ ہزاروں روپیہ صرف کرنا کوئی بات نہیں سمجھتے کسی کارِ خیر میں اگر کچھ روپیہ لگا دیں تو اس میں کون سا اقتصادی ضرر ہے۔

مگر یہ تمام کوشش اس عقیدہ پر مبنی تھی کہ ان کے نزدیک مشاہد مشرفہ کی تعظیم کفر و شرک ہے، اور جو لوگ اُن کی تعظیم و زیارت کرتے ہیں وہ واجب القتل اور مہدور الدم ہیں، جیسا کہ وہابی اصول کا مقتضا اور اس مذہب کا مخصوص طرۂ امتیاز ہے، اور چونکہ نقل کا احترام اصل کی طرف راجع ہے، اس لئے وہی حکم تعزیہ پر بھی آئے گا، جو ان بدباطنوں کے نزدیک اصل تعظیم مشاہد کا ہے۔

عجیب حقیقت کا انکشاف

سید محمود شکری آلوسی بغدادی جو علمائے وہابیہ کی ایک مایۂ ناز فرد ہیں، اُن کی کتاب "تاریخ نجد" جو ۱۳۴۳ھ میں مطبع سلفیہ مصر میں محمد بہجت اثری مشہور مورخ و عالم کی زیر نگرانی شایع ہوی ہے، ہمارے پیش نظر ہے، اس میں وہابیوں کے عادات و اخلاق، رسم حکومت اور فوجی مردم شماری کا ذکر کرتے ہوے تحریر کیا ہے۔

والکثیر منھم فی نواحی العراق و منھم فی الکویت ومنھم فی الھند (ص۹۷) یعنی بہت سے افراد اس فرقہ کے اطراف بصرہ میں ہیں اور بعض اُن میں کے کویت میں اور کچھ حصہ اس فرقہ کا ہندوستان میں ہے۔

بھلا کون جانتا تھا کہ ہندوستان میں بھی وہابیوں کی جماعت موجود ہے، مگر صاحب اطلاع راز دان مورخ کی تحریر سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہندوستان اس فرقہ کے افراد سے خالی نہیں۔ اس سے یقیناً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ جماعت جو ہمیشہ حنفیت سے برسرپیکار رہی، اور اپنی وہابیت کو اہل حدیث ہونے کے پردہ میں چھپائے رہی، وہ درحقیقت وہابی فرقہ کی ایک کڑی تھی جو ہندوستان میں ہمیشہ

ریشہ دوانی کرتی رہی اور کبھی نواب صدیق حسن خاں قنوجی کی قیادت میں اسلامی اصول کو صدمہ پہونچایا، اور کبھی شیعہ وسنی کے لاحاصل نزاعات کو چھیڑ کر اسلامی شیرازہ کو برہم کیا۔ کبھی اہل حدیث جماعت کے نام سے مسلمانوں میں تفرقہ واختلاف کے جراثیم پھیلائے، ان کو اگر کسی نے وہابی کہہ دیا تو برافروختہ ہو جاتے ہیں مگر واقعیت یہی ہے ورنہ ہندوستان میں ان کے علاوہ وہابی جماعت ہم کو دکھلا دی جائے۔

مسلمانو! ہوشیار ہو

عرب کی مثل ہے "الکبیر نیسر عن الصغیر وقد یبنی عن لقسب اللبان۔ ہمیشہ چھوٹی بات بڑی بات کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے۔

تعزیہ داری کی مخالفت اسی اصول پر مبنی ہے کہ تعزیہ جو نقل مشہد ہے اُس کا وقار سبک ہونے کے بعد اصل مشاہد پر حملہ کی جرأت ہو سکے، واقعات کے تلخ تجربہ نے تم کو اس گروہ کے باطن پر آگاہ کر دیا ہے اور معلوم ہو گیا ہے کہ اس جبہ و دستار کے اندر کیسے کیسے اسلام کے ہلاک کن زہر مضمر ہیں۔ معاملہ فہمی سے کام لو اور مسلمان صورت

وہابی افراد کے دام تزویر میں نہ آؤ۔ رسولؐ کے پیارے نواسے حسینؑ نے اپنی جان اسلام پر نثار کر دی ہے۔ مسلمانوں کا سب سے بڑا فرض ہے کہ ان کی یادگار قائم رکھیں، اس میں خدا کی خوشی ہے، رسولؐ کی مرضی ہے، ایک مظلوم کی مواسات اور ہمدردی ہے، اسلام پر قربانی کی ایک عظیم تعلیم اور عالم کے بہترین ایثار کی ایک سچی تصویر ہے۔ مسلمان حسینؑ کے احسان مند ہیں، اور اس بار سے سر نہیں اُٹھا سکتے۔

شاہ است حسینؑ و بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ و دین پناہ است حسینؑ
سر داد و نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

پبلشر

مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری
امامیہ مشن لکھنؤ (انڈیا)

اُردو لٹریچر متعلق واقعۂ کربلا

نمبر شمار	نمبر رسالہ	اسمائے رسائل	قیمت
۱	۱	قاتلانِ حسینؑ کا مذہب (م)	۳۷ء
۲	۷	حسینؑ اور اسلام (م)	۲۵ء
۳	۳۷	محاربۂ کربلا (م)	۱۹ء
۴	۴۰	اثبات عزاداری	۳۷ء
۵	۴۷	ذوالجناح (م)	۱۳ء
۶	۴۸	شہدائے کربلا حصہ اول (م)	اصر
۷	۶۳	" " حصہ سوم (م)	۳۷ء
۸	۱۱۷	سامان عزا (م)	۱۳ء
۹	۱۶۲	ازواج امام حسین علیہ السّلام	۳۰ء
۱۰	۱۶۵	ہلاکت اور شہادت (م)	۱۹ء
۱۱	۱۶۷	بین الاقوامی شہید اعظم حسینؑ ابن علیؑ (م)	۶ء
۱۲	۱۷۱	منازل اسلام	۳۱ء
۱۳	۱۸۶	مقصد حسینؑ (م)	۱۳ء
۱۴	۱۸۷	دیں پناہ است حسینؑ (م)	۶ء
۱۵	۱۸۸	شب شہادت (م)	۶ء
۱۶	۱۹۰	شہادت زار کربلا (م)	۶ء
۱۷	۱۹۱	تاریخ اسلام میں واقعۂ کربلا کی اہمیت (م)	۱۹ء
۱۸	۱۹۲	اگر واقعۂ کربلا نہ ہوتا تو کیا ہوتا (م)	۱۳ء
۱۹	۱۹۳	استقامت علے الحق کا معیاری نمونہ (م)	۴ء
۲۰	۱۹۴	زندہ جاوید کا ماتم (م)	۹ء
۲۱	۲۲۱	ذکر حسینؑ	۱۳ء
۲۲	۲۳۱	تشدد کا مقابلہ عدم تشدد سے	۱۶ء
۲۳	۲۳۲	اشک ماتم (م)	۱۶ء
۲۴	۲۴۱	معرکۂ عشق و بغض علیؑ	۱۳ء

نمبر شمار	نمبر رسالہ	اسمائے رسائل	قیمت
۲۵	۲۴۳	قتیل العبرہ (۳)	۱۹/
۲۶	۲۴۵	جہادِ حسینی	۶/
۲۷	۲۴۶	شہادت حسینؑ کی مختصر کہانی	۶/
۲۸	۲۴۷	حسینؑ اور یزید کی شخصیت دنیا کے مذاہب میں	۱۶/
۲۹	۲۵۰	حسینی قربانی	۶/
۳۰	۲۵۱	لاجواب قربانی	۶/
۳۱	۲۵۲	حسینؑ اور انسانیت	۲۲/
۳۲	۲۵۵	عزاداران حسینؑ کے نام	۶/
۳۳	۲۶۷	حسینؑ نام ہے معراج دین فطرت کا	۹/
۳۴	۲۷۲	عزائے حسینؑ کی اہمیت (۳)	۶/
۳۵	۲۷۳	مسلمانوں کی حقیقی اکثریت	۶/
۳۶	۲۷۵	مجسمۂ انسانیت	۱۳/
۳۷	۲۸۰	کردار حسین علیہم السلام کی یک رنگی	۶/
۳۸	۲۸۵	کتاب شہید اعظم پر تبصرہ (۳)	۱۳/
۳۹	۲۸۷	آل رسولؐ کی قربانی اور یادگار کا مقصد	۱۳/
۴۰	۲۸۸	عزائے سید الشہداء اور سبیل تشنگان کربلا	۲۰/
۴۱	۳۰۸	معراج حیات	۶/
۴۲	۳۰۹	امام حسینؑ	۶/
۴۳	۲۹۳	حسینؑ آزادی کے علمبردار	۶/
۴۴	۲۹۴	شہادت حسینؑ	۶/
۴۵	۳۱۲	حسینی فیصلہ کی قوت	۶/
۴۶	۳۱۳	حسینؑ اور امن	۶/
۴۷	۳۱۵	شہادت علی اصغرؑ	۶/
۴۸	۳۱۶	یزید اور خاک کا مکالمہ	۶/
۴۹	۳۱۹	اسلام پوچھتی	۱۳/
۵۰	۳۲۰	حسینؑ نے بیعت یزید کیوں نہیں کرلی؟	۱۵/
۵۱	۳۲۱	شہادت حسنیؑ	۱۳/

نمبر شمار	رسالہ نمبر	اسمائے رسائل	قیمت
۵۲	۳۲۲	مجلس شام غریباں	۱۳ ر
۵۳	۳۲۳	قاضی شریح کا کردار	۹ ر
۵۴	۳۲۴	حضرت ابن عباس کا یادگار خط	۱۳ ر
۵۵	۳۲۷	اعمال ماہ محرم	۳۱ ر
۵۶	۳۲۹	شہادت حسینؑ اور اس کے اسباب	۱۰ ر
۵۷	۳۳۲	حسینؑ اور ہندوستان کا سمبندھ	۲۰ ر
۵۸	۳۴۸	جہاد مختار (۳)	۲۰ ر
۵۹	۳۴۹	کربلا کا درس اصلاح و تعمیر	۱۳ ر
۶۰	۳۵۲	واقعۂ کربلا پر گریہ و بکا	۱۳ ر
۶۱	۳۵۳	اسلام اور عدم تشدد	۱۳ ر
۶۲	۳۵۴	کربلا کی ضرورت	۱۳ ر
۶۳	۳۵۶	حسینؑ اور انسانی دیانت	۱۳ ر
۶۴	۳۶۰	حضرت علیؑ اور مزدوری	۱۳ ر
۶۵	۳۶۳	بارہ شہزادے	۲۵ ر
۶۶	۳۶۵	حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ	۲۰ ر
۶۷	۳۶۶	حسینؑ اور انسانیت	۱۳ ر
۶۸	۳۶۷	آل اطہار و اہلبیت اخیار علیہم السلام	۲۰ ر
۶۹	۳۶۹	خواتین کربلا	۲۰ ر
۷۰	۳۷۱	نفس مطمئنۃ	۶ ر
۷۱	۳۷۲	کون ہوں کیا چاہتا ہوں؟	۲۰ ر
۷۲	۳۶۸	اسلام کیونکر پھیلا؟	۱۴ ر
۷۳		حسینی اقدام کا پہلا قدم	۱۳ ر
۷۴		حسینؑ شہید	۸ ر
۷۵		مسلمانوں کی روشن تاریخ کا ایک سیاہ ورق	۸ ر